GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

A Research Review of Prevailing Shariah Restrictions in Vegetable Market Buying and Selling Matters

سبزی منڈی کے خرید وفروخت کے معاملات میں مروجہ شرعی پابندیوں کا تحقیقی جائزہ

Mr. Inayat Ur Rehman
Dr. Muhammad Zahid Ullah
PhD Islamic studies Scholar HITEC University Taxila.
Assistant Professor, Islamiyat Karnal Sher Khan Cadet College Ismaila Swabi

Abstract

The rules of Islam cover all areas of life, there are acts of worship, beliefs, and similarly, the main part of the rules are related to matters. And from those that Islam has forbidden, then a Muslim should refrain from it, whether these restrictions are related to the chapter of beliefs, or related to worship, or related to the chapters of general society and affairs, as a Muslim. It is important for us that our affairs should be in accordance with the Islamic method, like worship, because in the eyes of Islam, a person's property is respected and sacred in the same way as his life, honor and dignity are sacred. Islam strictly forbids taking other people's property illegally and declares the agreement of purchase and sale agreed upon by mutual consent as a legitimate means of acquiring wealth. Also, one of the main objectives of Shariat is to "protect wealth". Due to which various kinds of rulings have come, which include the limit of theft etc. It is forbidden for a Muslim to believe himself exempt from Shariah regulations, act arbitrarily in subjects of politics and society, and obey the Book and Sunnah in matters of worship. Our religion is so extensive and all-encompassing because it covers every aspect of daily life, including both religious and corporate affairs. They have given particular emphasis to describing the issues of economic life and their remedies. They are simply understood and adhered to by every Muslim. Thus, these rules are related to every aspect of life, but in the article under review, the vegetable market. In matters related to buying and selling, Sharia restrictions will be researched.

Keyword: Islam, Muslim, Vegetable, Market, Religious, Economic, Property, Corporate Affairs, Sharia Restrictions.

تعارف:

اسلام کے احکام زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہیں، ان میں عبادات بھی ہیں، عقائد بھی ہیں، اور اسی طرح احکام کا اہم حصہ معاملات سے متعلق بھی ہے، ان احکام میں پابندیوں کا باب بھی ہے، یعنی ایسے امور جن کی رعایت رکھنا ضروری ہے اور جن سے اسلام نے منع کیا ہے تو اسے سے مسلمان کو باز آنا چاہیے، خواہ یہ پابندیاں عقائد کے باب سے تعلق رکھتی ہوں، یا عبادات سے متعلق ہوں، یا عام معاشرت و معاملات کے ابواب سے ان کا تعلق ہو، بحیثیت مسلمان ہمارے لیے ضروری ہے کہ عبادات کی طرح ہمارے معاملات بھی اسلامی طریق کار کے مطابق ہوں، اسلام میں مال کی حرمت کو وہی حیثیت حاصل ہے جو انسان کی جان کو ہے، جس طرح انسان کی جان محترم ہے اسی طرح اس کا مال بھی محترم ہے، جس طرح کسی انسان کو یہ اجازت نہیں دی گئی کہ وہ کسی دوسرے انسان کی جان کے درپے ہو اور اسے ناحق قتل کرے، اسی طرح کسی بھی شخص کو یہ اجازت قطعاً نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کے مال کو ناحق اور باطل طریقے سے کھائے، انسان کی جان کو محفوظ کرنے کے لیے قصاص کے احکام دیئے گئے ہیں تو مال کی حفاظت کے لیے حدِ سرقہ کے قوانین دیئے گئے ہیں، نیز مالی معاملات میں سود کی حرمت اس بات کی دلیل ہے کہ کسی دوسرے کے مال کو ناحق نہیں کھایا جاسکتا۔۔یوں تو یہ احکام ہر شعبہ زندگی سے متعلق ہیں، تاہم زیر نظر مقالہ میں سبزی منڈی کے خرید وفروخت سے متعلق معاملات میں شرعی پابندیوں کا تحقیقی جائزہ لیا جائے گا۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

بیع وشراء کے معاملات میں شرعی پابندیاں عاقدین، مبیع اور ثمن تینوں کے متعلق ہیں، ذیل میں شرعی پابندیوں کی اقسام مذکور ہیں۔

شرعی پابندیوں کی اقسام

خرید وفروخت کے معاملات میں رائج شرعی پابندیاں دو قسم کی ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

1. لازمی پابندیاں
2. اخلاقی پابندیاں

لازمی پابندیاں

معاملات میں بنی نوع انسان کی رہنمائی کی خاطر خصوصاً خرید وفروخت کے باب میں اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے احکام دیے ہیں جن کی رعایت کرنا ایک مسلمان کے لیے از حد ضروری ہیں، اگر ان امور کی رعایت رکھی گئی تو معاملہ جائز ہوگا، بصورت دیگر خرید وفروخت کا وہ معاملہ ناجائز ہوگا اور اس سے اجتناب ضروری ہے۔

وہ امور درج ذیل ہیں:

- ثمن متعین ہو
- مال ملکیت میں ہو
- مقدور التسلیم ہو
- دھوکہ دہی بچنا

درج بالا امور کی وضاحت یوں ہے:

ثمن کی تعیین

بیچنے والے کے ضروری ہے کہ وہ مال بیچتے ہوئے خریدار کو مال کا ریٹ بتائے، اگر بائع خریدار کو "مجلس عقد" میں مال کا ریٹ نہ بتایا اور مال بیچ دیا، اور خریدار مال لے گیا تو یہ "بیع فاسد" ہے۔ اور بیع فاسد میں سودا ختم ضروری ہے، تاہم اگر جانبین اس سودے کو برقرار رکھتے ہیں تو طے شدہ "ثمن" کے بجائے منڈی ریٹ لگے گا۔ فقہ حنفی کی شہرہ آفاق کتاب کنز الدقائق میں علامہ نسفیؒ ثمن کی تعیین کی شرط اور پابندی کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ولا بدّ من معرفة قدر ووصف ثمنٍ "[1]

" ثمن کے وصف کا بیان اور اس کی مقدار کی معرفت ضروری امر ہے"۔

مال کی ملکیت

فروخت کنندہ کے لیے ضروری ہے کہ جس مال کو بیچ رہا ہو وہ اس کی ملکیت میں ہو، جو چیز ملکیت میں نہ ہو اس کی بیع فاسد ہے۔ اسی طرح جس شخص کے بارے میں یہ یقین ہو کہ اس کے پاس چوری کا مال ہے تو اس سے خریدنا جائز نہیں۔ علامہ کاسائی لکھتے ہیں:

"(ومنها) أن يكون مملوكا ،لأن البيع تمليك فلا ينعقد فيما ليس بمملوك "[2]

"اس کی شرائط میں یہ بھی ہے کہ وہ مال ملکیت میں ہو، کیونکہ بیع میں (دوسرے) کو مالک بنانا ہوتا ہے لہذا بیع اس مال میں منعقد نہیں ہوگی جو کہ ملکیت میں نہ ہو۔

مال کا مقدور التسلیم ہونا

فروخت کنندہ کے لیے اس امر کی پابندی بھی ضروری اور اہم ہے کہ جس مال کو وہ فروخت کر رہا ہو وہ اس کو حوالے کرنے پر بھی قادر ہو، لہذا فقہا کرام نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ جو مال فروخت کنندہ کی ملکیت تو ہو مگر وہ اسے حوالے کرنے پر فی الحال قادر نہ ہو تو اس کی بیع بھی فاسد ہے۔ اس کی مثال میں فقہانے ذکر کیا ہے کہ اگر کوئی شخص مچھلیوں کا فارم بناتا ہے اور تالاب میں موجود وہ مچھلیاں جو بغیر شکار کے پکڑی نہ جاسکیں، تو اس کی فروخت تب تک جائز نہ ہو گی جب تک اسے پکڑ ے نہیں، کیونکہ تالاب میں موجود مچھلیاں اگرچہ فروخت کنندہ کی ملکیت ہیں، تاہم اس کو فی الحال حوالے کرنے کی قدرت حاصل نہیں، مبیع کی شرائط بیان کرتے ہوئے علامہ عینی لکھتے ہیں:

" وشرطه من جهة العاقدين العقل والتمييز، ومن جهة المحل كونه مالا متقوما مقدور التسليم. "[3]

"عاقدین میں عقل و تمیز کا ہونا بیع کی شرائط میں ہے، اور مبیع کے لیے ضروری ہے کہ وہ مال متقوم اور مقدور التسلیم ہو"

دھوکے دہی سے اجتناب

فروخت کنندہ کے لیے لازم ہے کہ سودے میں خریدار کو کسی قسم کے دھوکہ میں نہ رکھے، منڈی میں اکثر خریداروں کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ کریٹ میں اوپر اچھا مال رکھا ہوتا ہے، اور نیچے خراب اور گھٹیا کوالٹی کا مال ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ"[4]

"اے ایمان والو! تم لوگ اپنوں کے مال کو آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ"۔

منڈی میں ہونے والے دھوکے وغیرہ کے متعلق محدثین احادیث کی کتب میں درج ذیل واقعہ نقل کرتے ہیں:

" صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے یہ روایت مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک مرتبہ بازار تشریف لے گئے، وہاں ایک غلے کے ڈھیر کو دیکھا جس کے اوپر سے خشک تھا، تاہم آپ ﷺ نے اس ڈھیر کے اندر ہاتھ ڈالا اور چیک کیا تو اس کے اندر وہ غلہ گیلا تھا (یہ دھوکہ اور عیب تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے خفگی کے اظہار کرتے ہوئے اس سے پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اس پر پانی پڑ گیا تھا، (جس کی وجہ سے یہ اندر سے گیلا ہو گیا) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس بھیگے ہوئے اناج کو اوپر کیوں نہ رکھا (کہ لینے والے کو اس کا علم ہوتا کہ وہ کس قسم کا مال لے رہا ہے)۔"

مال کے اوصاف کا فرق ملحوظ رکھنا

فروخت کنندہ کے پاس مال کے جو اوصاف ہیں اس کے بتانے اور نہ بتانے میں اسے اختیار ہے کہ وہ اوصاف بتائے یا نہ بتائے بلکہ جیسے چاہے وہ فروخت کر سکتا ہے، تاہم جس صورت میں گاہک نے اس سے پوچھا تو اس پر لازم ہے کہ وہ مال کے بارے میں درست معلومات فراہم کرے، اس سے جھوٹ بولنا ناجائز اور حرام ہے۔ نیز مال کے اوصاف کے بیان میں بھی اسے جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں ہے۔ جیسے: تازہ مال پانچ سو میں فروخت ہوتا ہے اور پرانا تین سو میں تو فروخت کنندہ کے لیے دو سو روپے ناجائز ہوں گے۔ علامہ ابن عابدین اسی مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اور یہ مخفی نہیں کہ تغریر (کسی کو دھوکے میں ڈالنا) کی زیادہ مشابہت مرابحہ میں خیانت کے ظہور کے ساتھ ہے، لہذا تغریر کو اسی کے ساتھ ملحق ہونا چاہیے، بہ نسبت وصف مرغوب کے ساتھ ملحق کرنے کے، کیونکہ وصف مرغوب تو مبیع کی جزء کی طرح ہوتا ہے، اور اس کے مقابلے میں ثمن کا کچھ حصہ آتا ہے، اور جب یہ نہ ہو تو اس کے مقابلے کا ثمن بھی ساقط ہو گا جیسا کہ خیار عیب ہے، اور تغریر میں ایسا کچھ نہیں، بلکہ یہ صرف ایسا اختیار ہے جس کے مقابلے میں ثمن نہیں جیسا کہ مرابحہ میں خیانت کی صورت میں خیار ہے۔"[5]

مبیع کے اصول

کچھ لازمی پابندیاں مبیع سے متعلق ہیں جن کی رعایت ضروری ہے، وہ درج ذیل ہیں:

- مبیع معلوم ہو، مجہول نہ ہو۔
- عقد بیع کے وقت مبیع کی تعیین ہو۔یعنی متعاقدین کے علم میں ہو کہ کونسی چیز کو فروخت کیا جارہاہے۔
- مبیع عقد بیع کے وقت موجود ہونا ضروری ہے، فقہائے کرام کے مطابق معدوم کی فروخت جائز نہیں، جیسے باغوں میں پھلوں کی اس حالت میں بیع جبکہ ابھی تک پھل درخت پر لگے ہی نہ ہوں، ایسی صورت میں یہ عقد جائز نہ ہوگا۔
- مبیع مملوک ہو، لہذا جو چیز کسی دوسرے کی ملکیت (Ownership) میں ہو، اسے مالک کی اجازت کے بغیر فروخت کرنا صحیح نہیں۔ اور اگر کسی نے بیچا تو یہ عقد مالک کی اجازت پر موقوف ہوگا۔[6]
- مبیع ان اشیا میں سے ہونا چاہیے جس کو لوگ مال سمجھتے ہوں اور اس کا استعمال شرعاً جائز بھی ہو۔
- فروخت کنندہ جس چیز کو فروخت کررہا ہے وہ اس کے قبضے میں ہو، قبضے سے پہلے فروخت درست نہیں اگرچہ وہ اس کا مالک ہی کیوں نہ ہو۔[7]
- مبیع مقدور التسلیم ہو، یعنی اس کے مہیا ہونے کا مکمل یقین ہو۔ لہذا جو چیز بیچی جائے اور وہ معاملہ کرتے وقت تو موجود نہ ہو، لیکن اس کے بعد میں مہیا ہونے کا پورا یقین ہو تو ایسی حالت میں اس چیز کی بیع جائز ہوگی۔[8]

ذیل کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے خرید و فروخت کو جائز قرار دیا، اور اس کے حدود و قواعد بیان کیے ہیں، منڈی میں مال بیچنے والا آڑھتی ہو، زمین دار ہو، بیوپاری ہو یا ماشہ خور وغیرہ سب کے لیے اسلام کے مقرر کردہ حدود و قیود کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

قال اللہ تعالی : "وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ"[9]

ترجمہ: اور اللہ نے بیع (تجارت) کو حلال کیا ہے۔

قال اللہ تعالی : "لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ"[10]

ترجمہ: نہیں ہے تم پر کوئی گناہ کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔

بیچنے والے کے لیے جو پابندیاں شریعت نے لگائیں ہیں، ان کو دو مرکزی اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، وہ قسمیں درج ذیل ہیں:

- اخلاقی پابندیاں
- شرعی (لازمی) پابندیاں

ان اقسام کی وضاحت یوں ہے:

اخلاقی پابندیاں

اسلام نے بیچنے کے والے جو احکام دیئے ہیں ان میں کچھ ایسی پابندیاں ذکر ہیں جس کو اخلاقیات کے زمرے میں شامل کیا گیا، یعنی ان امور کی رعایت رکھی جائے تو بہت بہتر ہے، اور ایک مسلمان کی شان بھی یہی ہے کہ ان امور کی رعایہ رکھے، تاہم اگر کسی وجہ سے خرید و فروخت کے معاملات میں ان امور کی رعایت نہ رکھی گئی تو معاملہ فاسد یا باطل نہ ہوگا، البتہ ان اخلاقی پابندیوں کی رعایت نہ رکھنے کی وجہ سے معاملہ مکروہ ہو جائے گا۔ ان اخلاقی پابندیوں کی ایک مثال آذان جمعہ کے بعد

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

خرید وفروخت کے معاملات ہیں، جن کو منع کیا گیا ہے، تاہم اگر منع کے باوجود اگر کوئی خرید وفروخت کا معاملہ کر لے تو معاملہ فاسد نہیں، بلکہ مکروہ ہوگا۔ارشاد ربانی ہے:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ"[11]

ترجمہ: "اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے بلایا جائے (آذان دی جائے) تو اللہ کی یاد طرف کوشش کرو اور خرید وفروخت کو چھوڑ دو"۔

درج ذیل اخلاقی پابندیوں کی رعایت ضروری ہے:

- فروخت میں قسم اٹھانے سے اجتناب
- "نجش" سے اجتناب
- مبیع کی اصل صورتحال بتانا
- مناسب منافع کمانا
- احتکار سے اجتناب
- نادم سے "اقالہ" کرلینا

درج بالا امور کی وضاحت یوں ہے:

فروخت میں قسم اٹھانے سے اجتناب

مال کی فروخت میں قسم کھانے سے احتیاط از حد ضروری ہے۔ خواہ وہ اپنی بات اور قسم میں سچا ہی کیوں نہ ہو تب بھی اسے قسم اٹھانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ چنانچہ روایت ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ تجارتی معاملات میں بہت قسمیں اٹھانے سے اپنے آپ کو بچایا کرو، اگرچہ اس طرح کرنے سے چیز تو بک جاتی ہے تاہم اس میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔[12]

"نجش" سے اجتناب

نجش عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی یہ ہے کہ فروخت کنندہ اپنے مال کے ریٹ کو بڑھانے کی خاطر کسی شخص کو ہائر کرے یا وہ از خود یہ کام سرانجام دے کہ وہ اس کا ریٹ مارکیٹ سے زائد لگائے، تاکہ دوسرے خریدار دھوکہ کھائیں اور قیمت بڑھا کر اس مال کو خرید لیں، اہل عرب عام طور پر نیلامی کی صورت میں ایسا کیا کرتے ہیں ۔آپ ﷺ نے اس سے روکا، چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول روایت میں آپ ﷺ نے نجش کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"عن ابن عمر ، ان النبي صلى الله عليه وسلم" نهى عن النجش "[13]

آپ ﷺ نے معاملات میں نجش (دھوکہ دہی) سے روکا ہے۔

مبیع کی اصل صورتحال بتانا

بائع کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ خریدار اگر مال کے اوصاف نہ بھی پوچھے تو وہ خریدار کو مال کی اصل صورت حال سے آگاہ کرے، اور اس سے کچھ نہ چھپائے۔ سچے امانت دار تاجر کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔ اور اگر خریدار نے مال کے بارے میں پوچھ لیا تو ایسی صورت میں جھوٹ بولنا، اور کسی قسم کی غلط بیانی کرنا قطعا جائز نہ ہوگا، بائع کو ہر قسم کی ظلم وزیادتی سے باز رہنا لازمی ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی کا ترجمہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "سچا امانت دار تاجر (کا حشر) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا"۔[14]

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ :"سنو! جھوٹ سے اپنے آپ کو بچاؤ، کیونکہ جھوٹ بولنا نہ تو سنجیدگی اور نہ ہی مزاح میں جائز ہے ۔اور اپنے بچے کے ساتھ کوئی آدمی ایسا وعدہ نہ کرے جسے پھر وہ پورا نہ کرے ۔ جھوٹ کا گناہ کی طرف لے جانا یقینی ہے، اور گناہ کا جہنم کی طرف لے جانا بھی یقینی ہے، نیز نیکی کی طرف سچائی لے جاتی ہے، اور ہر نیکی انسان کو جنت کی طرف لے جاتی ہے۔[15]

بیع مرابحہ اور تولیہ میں خیانت سے اجتناب

پچھلی فصل میں "بیع مرابحہ اور بیع تولیہ" کی تعریف گزری ہے، بیع مرابحہ اور تولیہ کی صورت میں بائع کی ذمہ داری ہے کہ وہ قیمت خرید میں غلط بیانی سے کام نہ لے ۔اگر بائع نے غلط بیانی سے کام لیا اور خریدار کو علم ہوا تو وہ سودا ختم کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔امام محمد شیبانی لکھتے ہیں :

"اور اگر کسی نے مرابحہ کے طور پر سامان فروخت کیا اور مرابحہ میں خیانت کی تو جب خریدار کو اس کا علم ہو گا تو اسے اختیار حاصل ہو گا، اگر چاہے تو وہ سامان واپس کردے، اور اگر سامان خود رکھنا چاہے تو پورے ثمن کے بدلے میں رکھے گا، اس ثمن سے کچھ کم نہ ہو گا۔"[16]

مناسب منافع کمانا

شریعت نے نفع کی کوئی ایسی مقدار متعین نہیں کی جس سے تجاوز کرنا جائز نہ ہو۔ بلکہ اس کو تجارتی حالات، علاقے، وقت اور طلب و رسد جیسے عوامل پر چھوڑا ہے البتہ اس میں نرمی، آسانی اور کم نفع کی ترغیب دی گئی ہے۔ صحیح بخاری کی روایت میں آپ ﷺ کا فرمان مذکور ہے کہ "اللہ ایسے شخص پر رحم کرے، جو بیچتے وقت، خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت فیاضی اور نرمی سے کام لیتا ہے۔"[17]

تاہم اگر کسی وقت تاجر حضرات نفع خوری میں ظلم زیادتی کرنے لگیں اور خریداروں کو اس سے نقصان پہنچ رہا ہو تو حکومت اشیاء کے نرخ بھی مقرر کر سکتی ہے جن کی پابندی ضروری ہو گی۔اسی کو علامہ حصکفی لکھتے ہیں :"

کہ احناف کے نزدیک حاکم کو بازار کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرنی چاہیے، بلکہ لوگ اپنے معاملات میں آزاد ہیں کہ جس قیمت پر چاہیں خرید و فروخت کے معاملات کریں، تاہم اگر فروخت کنندہ مال کی قیمت میں لوگوں پر ظلم کریں تو پھر حاکم وقت کو دخل اندازی کی اجازت ہے کہ وہ ریٹ مقرر کرے تاکہ عام لوگوں پر زیادتی نہ ہو۔[18]

نادم سے "اقالہ" کر لینا

"ایجاب و قبول" کے بعد عقد بیع لازم ہو جاتا ہے، اور جانبین کی رضامندگی کے بغیر "اقالہ" ممکن نہیں۔تاہم شریعت نے جانبین میں ہر ایک کو ترغیب دی ہے کہ اگر ایک شخص اپنے کیے ہوئے سودے پر نادم ہو تو دوسرا اس سے "اقالہ" کرلے۔یعنی اگر خریدار نے منڈی سے مال خریدا لیکن کسی وجہ سے اسے پسند نہ آیا اور سودے پر نادم ہے تو "بائع" کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ سودا ختم کردے۔ لیکن اگر وہ ختم نہ کرنا چاہے تو اسے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو بندہ کسی سے اقالہ کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہ مٹا دیں گے "۔[19]

اقالہ کی شرائط: اقالہ کی شرائط درج ذیل ہیں[20]:

- متعاقدین میں سے دونوں کا راضی ہونا ضروری ہے۔
- اقالہ کے لیے ضروری ہے کہ "مبیع "اپنی حالت پر موجود ہو۔
- اقالہ متعاقدین کے حق میں فسخ ہے اور ان دونوں کے علاوہ کے لیے بیع جدید بیع جدید شمار ہو گی۔
- اقالہ ثمنِ اول پر ہی ہوتا ہے، اگر کسی نے پہلی قیمت پر کمی یا زیادتی کی شرط لگائی تو یہ شرط لغو ہے۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

- اقالہ میں لگائی گئی کسی بھی شرط فاسد کی بنیاد پر اقالہ فاسد نہیں ہوتا۔[21]

مصادر و مراجع

---

1 نسفی، احمد بن محمود، کنزالد قائق، مکتبہ البشریٰ، اردو بازار لاہور: ص 405

2 کاسانی، علاؤالدین ابو بکر بن سعود، بدائع الصنائع، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ: 146/5

3 البابرتی، اکمل الدین ابوعبداللہ، محمد بن محمد، العنایۃ شرح الھدایۃ، دار الفکر دمشق، 247/6

4 النساء: 29:4

5 ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفى، رد المحتار على الدر المختار، دارالفكر ، دمشق: 581/4

6 (ومنها) أن يكون مملوكا ،لأن البيع تمليك فلا ينعقد فيما ليس بمملوك ، بدائع الصنائع :146/5

7 وشرطه من جهة العاقدين العقل والتمييز، ومن جهة المحل كونه مالا متقوما مقدور التسليم. وحكمه إفادة الملك وهو القدرة على التصرف في المحل شرعا ، العنایۃ : 247/6

8 (ومنها) أن يكون مقدور التسليم عند العقد، فإن كان معجوز التسليم عنده لا ينعقد، وإن كان مملوكا له ، بدائع الصنائع :147/5

9 البقرۃ: 275:2

10 ایضا: 198:2

11 الجمعۃ: 9:62

12 الصحیح لمسلم، دار إحياء التراث العربي – بيروت، 1228/3

13 صحیح البخاري: 24/9

14 الترمذي، أبو عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرة، سنن الترمذي، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، 507/3

15 ابن ماجة، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجه، دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي، 18/1

16 الشيباني، أبو عبد الله محمد بن الحسن بن فرقد، الأصل المعروف بالمبسوط، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية - كراچی، 165/11

17 البیھقي، أحمد بن الحسين السنن الكبرى: 585/5

18 ،الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار: 663

19 ابن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة: 400/12

20 المرغيناني، علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني، الهداية في شرح بداية المبتدي، 55/3

21 وَالْإِقَالَةُ لَا تَفْسُدُ بِالشَّرْطِ الْفَاسِدِ، خسرو ، محمد بن فرامرز بن علي، درر الحكام شرح غرر الأحكام ، دار إحياء الكتب العربية، 179/2